سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اسراو معراجِ رسول ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال اللہ جل جلالہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ [بنی اسرائیل:۱]

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (محمد) کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد بیت المقدس تک جس کے آس پاس (ملک شام ہے) ہم نے دینی اور دنیوی برکات رکھے ہیں (تعجب انگیز انداز میں اس واسطے) لے گئے تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے اور دیکھنے والے ہیں۔''

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک:

محترم سامعین! آپ کے سامنے میں نے جس آیت مبارکہ کی تلاوت کی' اس میں واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے' واقعہ معراج قرآن کریم میں اجمالاً جبکہ کتب سیرت وتاریخ' احادیث نبوی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے ذخائر اس واقعہ سے مفصل تحقیقی اور دلائل سے بھرے پڑے ہیں' معراج کے واقعات تیس کے قریب صحابہ سے منقول ہیں۔ یہی معمول خطباء حضرات کا ہے کہ وہ شب معراج میں پیش آنے والے واقعات کو اپنے اپنے انداز میں وقتاً فوقتاً بیان فرماتے رہتے ہیں' یاد رہے کہ اسے بعض لیلۃ الاسری کے نام سے بھی ذکر کرتے ہیں' وجہ یہ ہے کہ یہ واقعہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جو سفر ہوا اسے اسریٰ کہتے ہیں جس کا کلام پاک کی اس آیت میں بھی ذکر ہے۔ عام طور پر اسریٰ رات کے سفر کو کہتے ہیں اور یہ پورا عجیب وغریب واقعہ بھی رات میں ہوا۔

سفر آسمانوں کا:

بہرحال پھر مسجد اقصیٰ کے بعد آنحضرت کا یہ سفر آسمانوں کی طرف شروع ہوا' یہاں سے آسمانوں تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں' میں آپ کو احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ بتلانے کی کوشش کروں گا کہ اس سفر کی کیفیت کیا تھی؟ یہ سفر کیسے شروع ہوا؟ آپ کو اس مبارک سفر میں رب العزت نے کیا کیا عجائبات قدرت نے دکھائے؟ اور کس غرض سے آپ ﷺ آسمانوں پر سے گزر کر عرش بریں تک پہونچے؟ ان تمام باتوں کا جواب احادیث کی کتب

میں کافی اور شافی انداز میں موجود ہے۔

معراج کا معنیٰ:

معراج کے معنی آلہ عروج کے ہیں یعنی اوپر چڑھنے کا آلہ جس کو سیڑھی بھی کہا جاتا ہے یعنی آپ کے لئے ایک سیڑھی لائی گئی جس پر آسمان کی طرف چڑھ گئے' اس لئے واقعہ کو واقعہ معراج کہتے ہیں' سب سے پہلے میں اس سفر کا ذکر کروں گا جو حرم شریف یا ام ہانی کے گھر سے شروع ہوا اس سلسلہ میں صحیح بخاری اور مسلم میں طلباء کرام بھی جانتے ہیں کہ طویل احادیث موجود ہیں' جن میں سے بعض کے الفاظ یوں ہیں۔

آغازِ سفر کا واقعہ:

عن قتادہ عن انسِ بن مالک عن مالک بنِ صعصعہ رضِی اللہ عنہما، ان النبی ﷺ حدثھم عن لیلۃ اسری بِہ: قال بینما انا فِی الحطِیمِ وربما قال: فِی الحِجرِ مضطجِعا اذا تانِی آت فشق ما بین ھذِہِ ولی ھذِہِ یعنی فی ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج قلبِی، ثم اُتِیتُ بِطست مِن ذھب مملوء ایماناقلبی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملیء ایماناً وحکمۃ ثم اتِیت بِدابۃ دون البغلِ، وفوق الحِمارِ ابیض، یقال لہ البراق یضع خطوہ عِند اقصی طرفِہِ، فحمِلت علیہِ، فانطلق بِی جِبرِیل الخ (صحیح البخاری)

ترجمہ: حضرت قتادہ انس بن مالکؓ سے اورانہوں نے حضرت مالک بن صعصعہ سے روایت کی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے اس رات سے متعلق خبر دی جس میں آپ کو معراج کرائی گئی کہ میں حطیم میں لیٹا تھا اور بعض راوی حجر کا لفظ استعمال کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اوراس سے یہاں سے یہاں تک (میرا سینہ) چیر دیا یعنی گلے کی گرہ سے لے کر آئے عانہ (ناف) کے بالوں تک پھر اس سے انہوں نے میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا' پس میرے دل کو دھو کر اسے (ایمان) سے بھر دیا اور پھر اپنی جگہ لوٹا دیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر زمزم کی پانی سے میرے پیٹ کو دھویا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا سفید رنگ کا تھا جس کو براق کہا جاتا ہے وہ اپنے منتہائے نظر پر قدم رکھتا مجھے اس پر سوار کیا گیا' جبرائیل مجھے لے چلے۔

براق' سواریء رسول ﷺ:

اس روایت کو ذکر کرنے کا میرا مطلب یہ ہے کہ آپ حطیم یا حجر میں تھے چونکہ یہ دونوں کعبہ کے صحن میں ہیں اس لئے کبھی آپ حطیم اور کبھی حجر فرماتے ہیں' اس کے بعد آپ کا سینہ چیر دیا گیا گویا یہ ایک آپریشن تھا' اور آپ کا مبارک دل نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا گیا' اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ میں کمال معرفت وعلم

بھر دیا جائے تاکہ انوارت الٰہیہ برداشت کرنے کی قوت پیدا ہو آپ نے فرمایا "ثم اتیت بدابہ" یہ ایک قسم کا جانور تھا جسے براق کہتے تھے یہ تمام انبیاء کرام کی سواری کیلئے مقرر تھا' علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ہر نبی کے مقام و مرتبہ کے مطابق اس کا براق بھی ہے جیسے ہر پیغمبر کا الگ الگ حوض ہے' پس یہ براق آپ کے ساتھ خاص تھا۔

معزز دوستو! حضرت جبرائیل نے رکاب جبکہ حضرت میکائیلؑ نے لگام تھام کر آپ کو سوار کیا' سیرت کے کتب میں ہے کہ سوار ہوتے وقت براق نے کچھ شوخی کی مگر حضرت جبرئیل نے فرمایا براق شوخی نہ کر۔ آج تک آنحضرت ﷺ سے مبارک اور افضل ترین شخصیت نے تم پر سواری نہیں کی' یہ سنکر براق شرم و ہیبت کی وجہ سے پسینہ سے شرابور ہو گیا۔

دوران سفر کے عجائب:

بیت المقدس جاتے وقت آپ نے عجائب و غرائب دیکھے مثلاً طبرانی اور بیہقی کے روایت میں ہے کہ جاتے وقت دوران سفر دائیں طرف سے آواز آئی "یا محمد علی رسلك" یا محمد ذرا ٹھہر' میں آپ سے کچھ پوچھتا ہوں۔ تاہم میں نے توجہ نہ دی پھر آگے چل کر بائیں طرف سے آواز آئی: "یا محمد علی رسلك" اے محمد ذرا ٹھہر جائیے۔ آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میں اسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھا تو سامنے کی طرف سے ایک بڑھیا زینت و سنگار کئے ہوئے آ کر بولی "یا محمد علی رسلك" میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں میں نے اسے بھی نظر انداز کر دیا اور آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچا اور براق کو اسی حلقہ سے باندھ دیا جس کے ساتھ اور انبیاء کرام اپنی اپنی سواری باندھ دیا کرتے تھے' میں نے مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد پڑھی اس کے بعد جبرائیل امین نے مجھ سے پوچھا راستے میں کیا ماجرا پیش آیا' میں نے پیش آمدہ واقعہ ذکر کر دیا اس پر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جو آواز آپ نے دائیں طرف سے سنی تھی وہ یہود کا داعی تھا' اگر آپ ٹھہر جاتے تو آپ کی امت مذہب یہودیت اختیار کرتی اور بائیں جانب کی آواز داعی نصاری کی تھی' بالفرض آپ وہاں رک جاتے اور ان کی متابعت کرتے تو آپ کی امت کے لوگ نصاری ہو جاتے اور جو عورت بن سنور کر سامنے کی طرف سے آئی وہ دنیا تھی اگر آپ ٹھہر جاتے "لاخترت الدنیا علی الاخرۃ" آپ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے لیکن آپ نے یہ سب کچھ چھوڑ کر آگے بڑھے اور حق ہی کو اختیار کیا۔

شیخی و والدیؒ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ شب معراج میں جبرائیلؑ کیساتھ اوپر تشریف لے جا رہے تھے تو بیت المقدس میں بطور مہمانی و ضیافت مختلف مشروبات پیش کئے گئے' ایک گلاس پانی کا بھرا ہوا تھا' دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں دودھ تھا اور چوتھے میں شراب تھی' مگر یاد رہے کہ یہ جنت کی شراب تھی یعنی (شرابا طھورا) جو تمام مسلمانوں کو جنت میں ملیگی اور طیب و طاہر اور ہر قسم کی خرابیوں سے پاک صاف ہوگی' مگر پھر بھی شراب ہی اسکا نام تھا' حضور اقدس ﷺ نے نہ پانی لیا نہ شہد اور نہ شراب بلکہ دودھ پی لیا

حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا، الحمدللہ کہ آپ نے دودھ پی لیا یہ فطرت کے مطابق ہے اور دودھ عالم مثال میں علم کی شکل ہے، گویا اشارہ تھا کہ آپکی امت علم میں باکمال اور سارے عالم میں ممتاز رہیگی، اگر آپ شہد پی لیتے توامت لذتوں میں پڑ جاتی اور اگر شراب پی لیتے جو اگرچہ طہور تھا توامت گمراہی میں مبتلا ہوجاتی۔ اگر پانی پی لیتے تو بے کمال رہ جاتی کیونکہ پانی صفات اور کمالات سے خالی ہے، نہ میٹھا نہ کڑوا، نہ سرخ نہ زرد، نہ خوشبودار اور نہ بدبودار۔ اسمیں بالفعل کوئی کمال نہیں، شہد میں لذت اور مٹھاس ہے، شراب دنیوی مزیل عقل ہے اور اخلاق رزیلہ برانگیختہ کرتی ہے۔ حضور ﷺ نے ان سب کو چھوڑ کر دودھ پی لیا جو علم سے تعبیر ہے توامت میں بھی علم سرایت کر گیا۔

امام الانبیاءؐ کی اقتداء میں نماز:

محترم سامعین! آنحضرت ﷺ نے انبیاء کرام کو دیکھا، تمام اولین وآخرین نے آپکی اقتداء میں وہیں نماز ادا کی، اسی لئے تو خاتم الانبیاء ﷺ کو امام الانبیاء کہا جاتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں اس کی تفصیل یوں آئی ہے:

وعن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ لقد رأیتنی فی الحِجرِ وقریش تسألنی عن مسرای، فسألتنی عن اشیاء وعن بیت المقدسِ لم اثبِتھا فکرِبت کرباً ما کرِبت مثلہ فرفعہ اللہ لی انظر الیہ مایسألونی عن شی اِلا انبأتھم بِہِ وقد رأیتنِی فِی جماعۃ مِن الانبِیاء، فاذا موسیٰؑ قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ مِن رِجالِ شنوءۃ واذا عیسیٰؑ قائِم یصلی اقرب الناسِ بِہ شبھا عروۃ بن مسعود الثقفِی، واذا ابراھِیم قائِم یصلی اشبہ الناسِ بہ صاحبکم یعنِی نفسہ فحانتِ الصلاۃ فاممتھم فلما فرغت من الصلاۃ قال لِی قائِل :یا محمد ھذا مالک خازن النار فسلِم علیہِ فالتفت الیہ فبدأنی باالسلام

(رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو مقام حجر میں دیکھا قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کررہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات پوچھے جو مجھے یاد نہ تھیں، میں اتنا غمگین ہوا کہ اتنا غمگین کبھی نہ ہوا تھا۔ اللہ نے اسے میرے سامنے کردیا میں اسے دیکھ رہا تھا وہ جس چیز کے متعلق پوچھتے بتادیتا اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام کی جماعت میں دیکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، جو اُن سے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے، انکے ساتھ سب زیادہ مشابہ تمہارا یہ صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کی امامت کی جب میں نماز سے فارغ ہوگیا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا اے محمدؐ! یہ دوزخ کے خازن مالک ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کرکے ابتدا کی۔

معزز سامعین! بہرحال بیت المقدس تک جو سفر ہوا وہ براق پر ہوا۔ رات کے اندھیرے میں ہوا، راستے میں آپؐ نے غرائب دیکھے۔ بیت المقدس میں باجماعت نماز پڑھی۔ کفار کے سوالات کے جوابات دیئے۔ پھر اس سے

آگے جو سفر ہوا اسے معراج کہتے ہیں اور سیڑھی پر چڑھ کر آپؐ مع جبرائیلؑ کے آسمانوں پر پہنچے۔

واقعہ معراج پر ہونے والے اعتراضات:

آمدم برسر مطلب، اب رہی یہ بات کہ یہ واقعہ کب پیش آیا، اس میں مختلف اقوال ہیں، نبوت کے بارہویں سال، ماہ ربیع الاول میں وقوع پذیر ہوا، یہ اکثر علماء کا قول ہے، بعض کے نزدیک نبوت ملنے کے بعد پانچویں یا چھٹے سال ہوا، زمینی سفر براق کے ذریعے اور آسمانی سفر سیڑھی کے ذریعے ہوا۔ واقعہ معراج پر اعتراض کرنے والے ہر زمانہ میں ہوتے ہیں، سب سے پہلے اس سے قریش مکہ نے انکار کردیا، وجہ انکار مدت قلیل میں سفر طویل کا طے کرنا ہے چونکہ یہ لوگ عقل کو معیار اور کسوٹی قرار دے رہے ہیں، عقلاً جو چیز محال ہو اس کو ناممکن تصور کرتے تھے، لیکن عقل از خود اندھا ہے، جب تک اس کے ساتھ وحی کی روشنی نہ ہو، وحی کی ابتداء وہاں سے ہوتی ہے جہاں عقل کی انتہا ہوتی ہے، دہری لوگ اس لئے مغیبات پر ایمان نہیں رکھتے کہ وہ دکھائی نہیں دیتے۔ بدن کے اندر روح موجود ہے جس کو حیات کہتے ہیں، وہ بھی دکھائی نہیں دیتی حالانکہ بدن اور اس کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ہوا جو تمام کائنات میں پائی جاتی ہے لیکن دکھائی نہیں دیتی تو پھر ان سب چیزوں سے انکار کرنا چاہیے۔ یہ سب اعتراضات آج بھی ہو رہے ہیں، آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ لیکن شریعت جو کہے وہ پتھر کی لکیر ہوگی۔ اس میں مرور زمانہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ حقائق اس سے مزید روشن ہوں گے اور شریعت کا کہا ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اب سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور دورہ ہے، نت نئے تحقیقات ہو رہے ہیں، انسان نے فضاؤں میں سفر کرنا شروع کر دیا ہے۔ خلائی جہاز، چاند، مریخ، زحل پر قدم رکھ رہے ہیں۔ سب کچھ ممکن ہے بلکہ مشاہدے کی بات ہے تو پھر کیا اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین، عزیز و جبار ذات ہے انسان سے بھی زیادہ کمزور ناتواں ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک سبحانہ علوا کبیراً

مٹی اور جراثیم کش اجزاء:

چودہ سو سال بعد آپؐ کے کہے ہوئے ارشادات پر مسلمان نہیں کافر، ملحد، مشرک لوگ پریکٹس کر کے انگشت بدنداں ہیں۔ آج سے کئی سال پہلے ایک انگریز نے اس حدیث پر تحقیق شروع کی کہ آپؐ نے کتے کا جھوٹا کیا ہوا جو برتن ہو اس کے بارے میں فرمایا تھا پہلے اس برتن کو سات مرتبہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹی سے دھویا جائے، اس انگریز نے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ کتے کی زبان یعنی لعاب میں ایک قسم کے جراثیم ہوتے ہیں جو پانی کے ساتھ ختم نہیں ہوتے جب تک کہ اس کو مٹی سے نہ مانجھا جائے۔ کیونکہ مٹی میں جراثیم کش اجزاء ہوتے ہیں، جس سے وہ جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ جو بات آپ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے فرمائی، آج سائنس حرف بحرف اس کی تصدیق کر رہی ہے اور جہاں پر سائنسی تحقیق اور اسلامی روایات میں تصادم ہو وہاں

پر سائنسی تحقیق غلط ہوگی نہ کہ شرعی و اسلامی نقطہ نظر۔

خانہ ءخدا سے سدرۃ المنتہیٰ تک:

اسلئے ہم مسلمان بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک ہی رات میں بلکہ رات کے مختصر وقت میں خانہ خدا سے چل کر سدرۃ المنتہیٰ پر اور وہاں سے عرش معلی پر قدم رنجہ ہوئے اور عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا ہے۔ اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ واقعہ معراج ہجرت مدینہ سے پہلے پیش آیا ہے' چنانچہ شاہ روم ہرقل کے دربار میں ابوسفیان سے جب آپ ﷺ کے متعلق پوچھ گچھ ہوئی تو وہ کہتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ میں جھوٹ بولوں لیکن پھر مجھے خیال ہوا کہ مبادا میری زبان سے کوئی ایسی بات نکلے جس کی وجہ سے میں کاذب اور جھوٹا ٹھہروں' تو خود کو بھی حقیر جانوں اور میری قوم بھی مجھے جھوٹ بولنے کے طعنہ دیں گے۔

یہودی عالم کی تصدیق: اسلئے میں نے شاہ روم کو اس واقعہ کی اطلاع دی تاکہ وہ خود معلوم کرلیں کہ یہ تو جھوٹ ہے' میں نے شاہ روم ہرقل سے بیان کیا کہ مدعی نبوت یہ کہتے ہیں کہ وہ ایک رات مکہ مکرمہ سے نکلے اور آپکی اس مسجد بیت المقدس تک آئے' دربار میں یہودیوں کا سب سے بڑا عالم ہرقل کے سرہانے کھڑا تھا' کہنے لگا میں اس رات سے بخوبی واقف ہوں' شاہ روم اس عالم کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ آپکو اس کا علم کیسے ہوا؟ اس عالم نے کہا کہ میری یہ عادت تھی کہ رات کو اس وقت تک نہ سوتا جب تک مسجد کے تمام دروازے بند نہ کردیتا۔ اس رات بھی میں نے حسب عادت تمام دروازے بند کردیئے لیکن ایک دروازہ باوجود زیادہ کوشش کے مجھ سے بند نہ ہوسکا تو میں نے اپنے عملہ کے لوگوں کو بلایا لیکن ان لوگوں سے بھی وہ دروازہ بند نہ ہوسکا۔ ایسا معلوم ہورہا تھا کہ جیسے ہم پہاڑ کو ہلا رہے ہیں' تو میں نے عاجز ہوکر کاریگروں کو بلایا انہوں نے دیکھ کر کہا کہ ان کواڑوں کے اوپر عمارت کا بوجھ پڑگیا ہے لہٰذا اب صبح کو ہم دیکھ لیں گے کہ کیسے کھولا جائے۔ میں مجبور ہوکر واپس لوٹ آیا اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ صبح ہوتے ہی میں اس دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازے کے پاس پتھر کی چٹان میں سوراخ ہوا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی جانور باندھ دیا گیا ہے' اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ آج اس دروازہ کو اللہ تعالیٰ نے شاید اسلئے بند ہونے سے روکا ہے کہ کوئی نبی یہاں آنے والے تھے اور پھر بیان کیا کہ اس رات آپ ﷺ نے ہماری مسجد میں نماز بھی پڑھی اسکے بعد مزید تفصیلات بھی بیان کیں۔ یہ واقعہ ابن کثیر نے بیان فرمایا۔ بہرحال جب یہودی عالم اس عظیم واقعہ کی تصدیق کررہا ہے تو ہم مسلمانوں کیلئے اس میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ واقعہ خواب اور نیند کا نہیں بلکہ بیداری کا واقعہ ہے۔ رب ذوالجلال ہم سب کو حضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل سے نواز کر سعادت دارین سے مالا مال فرمادیں ان شاءاللہ اس رات نمازوں کا تحفہ ملنا اور دیگر احکام جو اگلے سفر میں پیش آئے اگلے جمعہ کو بیان کرنے کی کوشش کرونگا۔